بسم اللہ کی برکتیں

تالیف

محمد اویس معصومی

تلاش حق فاؤنڈیشن

پی او بکس 6719 صدر کراچی

فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599

E-mail : talashehaq@yahoo.com

تعارف وتبصرہ

بسم اللہ کی تفسیر و بسم اللہ کی برکتیں ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی میں چھپ چکی ہیں
لہٰذا تعارف کے لئے مدیرِ اعلیٰ کا تبصرہ من وعن شائع کیا جا رہا ہے۔

ہمارے فاضل اور فائق دوست قاری محمد اویس معصومی، دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے نامور فرزندوں میں ایک ہیں۔ وہ نظم ونثر دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ ماہنامہ کاروانِ قمر کے صفحات پر ان کے مضامین، نعتیں اور منقبتیں شائع ہوکر باذوق قارئین سے داد پا چکی ہیں۔

مولانا قاری محمد اویس معصومی کا شمار ذہین ترین طلباء میں ہوتا تھا، وہ امتحانات میں عموماً پہلی پوزیشن حاصل کرتے، انہیں لکھنے پڑھنے کا ذوق شروع سے رہا۔ جنوری ۱۹۹۹ء میں جب ہم نے ''ضیاء الامت علیہ الرحمۃ نمبر'' کی اشاعت کا اہتمام کیا تو معصومی صاحب نے جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ رحمۃ الباری کی ضیاء بار تصنیف ''ضیاء النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جاندار اور یادگار مقالہ بعنوان ''ضیاء النبی ایک محبّ صادق کی داستانِ جذبِ دروں'' لکھا اور یہ مقالہ جہاں جہاں پڑھا گیا، سراہا گیا، پسند کیا گیا۔ موصوف نے خاص طور پر ''ماہنامہ کاروانِ قمر'' کے لئے ''بسم اللہ کی تفسیر اور بسم اللہ کی برکتیں'' کے موضوع پر معلوماتی تحریریں ارسال فرمائی ہیں، ہم ان کے ڈھیروں شکریے کے ساتھ ''بسم اللہ کی تفسیر'' پیش نظر شمارے میں جبکہ ''بسم اللہ کی برکتیں'' آئندہ شمارے میں شائع کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

امید ہے انصاف پسند قارئین یہ مضمون دلچسپی سے پڑھیں گے اور دارین کی سعادتیں پائیں گے۔ رحمٰن ورحیم رب ہمارے فاضل اور فائق دوست جناب قاری محمد اویس معصومی کے علم وعمل، تحریر و تقریر، ذوق وشوق، صحت وعافیت، عزیت وعظمت میں برکتیں اور بہاریں عطا فرمائے۔ (آمین)

علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی

مدیرِ اعلیٰ

ماہنامہ کاروانِ قمر، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی برکتیں

محمد اویس معصومی

ناشر

تلاشِ حق فاؤنڈیشن

پی او بکس 8778، صدر کراچی۔

E-mail: talashegaq/@yahoo.com

Phone : 0345-2255080, 0300-7255711

جملہ حقوق محفوظ ہیں:

نام کتاب	:	بسم اللہ کی برکتیں
مؤلف	:	محمد اویس معصومی
اشاعت اوّل	:	جولائی ۲۰۰۴ء
اشاعت دوم	:	دسمبر ۲۰۰۴ء
اب اشاعت سوم	:	جنوری ۲۰۰۹ء
طباعت وکمپوزنگ	:	حافظ محمد عابد سعید (0300-3340980)
ناشر	:	تلاشِ حق فاؤنڈیشن
ہدیہ	:	دعائے خیر برائے خصوصی معاونین و متعلقین

ملنے کے پتے:

جامع مسجد العمر

پتھر روڈ گرین ٹاؤن، کراچی

مکتبہ ''کاروانِ قمر''

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی۔

جامع مسجد مؤمن

بریگیڈ پولیس لین جیکب لین، کراچی۔

انتساب

اپنی والدہ ماجدہ کے نام!

جن کی دعاؤں کے سائبان تلے جی رہا ہوں۔

نوٹ

جو حضرات اس کتاب کو خیر و برکت کے حصول اور ایصالِ ثواب کے لئے چھپوا کر تقسیم کرنا چاہیں برائے مہربانی اس نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

0345-2255080, 0300-7255711

اللہ جل جلالہ

اللہ اللہ ربی — لا اشرک بہ شیئا

اللہ اللہ میرا رب ہے — میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا

اعبدہ فھو عنی — کفر کل سیئا

میں اس کی عبادت کرتا ہوں — اس نے اپنے کرم سے میرے سب گناہوں سے صرف نظر کر دیا

فی النوائب ینصرنی — وعندہ کل الرجا

مشکلات میں وہ میری مدد فرماتا ہے — اور میری ہر امید کو پورا فرماتا ہے

عزا و شرفاً اعطانی — وعندہ السفل والعلیٰ

مجھے عزت و شرف عطا فرمایا — اور اس کے ہاتھوں میں ہے عزت و ذلت

من العیون ھو مخفی — والظاھر فی الاشیا

وہ آنکھوں سے مخفی ہے — اور اشیاء سے اس کی قدرت ظاہر ہے

یشبع الذی جوفی — عند الجوع با لغذا

وہ بھوک کے وقت میری بھوک — مٹاتا ہے غذا کے ساتھ

ھو یسکن فی قلبی — فی الصباح والمسا

وہ میرے دل میں رہتا ہے — صبح و شام

حظ الاویس عندہ — یثبت ویمحو ما یشا

اویس کا حصہ اس کے پاس ہے — جتنا اپنے کرم سے اپنے پاس رکھے اور جتنا چاہے ختم کردے

(محمد اویس معصومی)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا کی یہ نوازش ہے
طیبہ جانے کی دل میں خواہش ہے

ہر طرف دیکھئے مدینے میں
ان کے انوار ہی کی بارش ہے

سبز گنبد سے جو دعا نکلے
اپنی بخشش کی یہ سفارش ہے

نعرہ، یانبی سے جو روکے
نفس و شیطان کی یہ سازش ہے

سر سے پا تک جو بنا دے کندن
عشق سرکار کی یہ آتش ہے

نعت لکھتے رہو نبی کی اویسؔ
جنتی بننے کی یہ کاوش ہے

(محمد اویس معصومی)

پہلی نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

میری انتہائے نگارش یہی ہے تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

اب تو اپنے حقیقی گھر کی یاد میں دل جل رہا ہے اور رہ رہ کر یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ اگر زادِراہ نہ بن سکا تو کیا ہوگا؟ فقیر اسی سوچ میں گم تھا کہ ایک عارف کامل کے حیلے کی خبر ملی کہ اس نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھ کر وصیت کی کہ اسے اس کے کفن میں رکھ دیا جائے۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں قیامت کے دن کہوں گا ''اے اللہ! میں نے تجھے ایک خط لکھا اور اس کا عنوان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' رکھا ہے اب تو بھی مجھ سے اپنے خط کے ''عنوان'' کے مطابق ہی معاملہ کرنا۔

(تفسیر کبیر، جلد ا، ص۱۷۲)

کاملوں کی باتیں سننے والوں کو بھی کامل کر دیا کرتی ہیں۔ فقیر نے بھی ''تسمیہ'' کی برکتیں جمع کر کے اپنی بخشش کا حیلہ کیا ہے۔ اللہ کریم سے دست بستہ دعا ہے کہ اسے درجہ قبولیت پر فائز فرما کر فقیر کو اپنا وصل عطا کرے اور جملہ معاونین کو بھی اجر عظیم سے نوازے۔

(آمین) یارب العٰلمین بحرمۃ سید المرسلین

اپنے رب جلیل کا عبد ذلیل!

محمد اویس معصومی (۲۰۰۲۔۱۰۔۱۲)

بسم اللہ کا نزول

بسم اللہ کی اولیت:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن النقیب نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے ''سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی۔''

(اتقاق، جلد ۱، ص ۶۰)

امام واحدی نے اپنی کتاب اسباب النزول میں حضرت عکرمہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یوں بیان کیا ہے:

اَوَّلَ مَا نُزِّلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''

قرآن میں سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی۔

(تسمیہ اور ہماری زندگی، ص ۱۶)

نزول بسم اللہ اور سورت کا اختتام:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورت کے علیحدہ ہونے یا ختم ہونے کو اس وقت تک نہیں پہنچانتے تھے جب تک بسم اللہ نازل نہ ہوتی تھی۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ)

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰنِفًا سُوْرَۃٌ فَقَرَءَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ
مجھ پر ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۃ الکوثر تلاوت فرمائی۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب حجه من قال اَبسملہ آیَۃَ مِنْ اَوَّلِ کُلِّ سُوْرَۃِ، جلد۱، ص۱۷۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری جو سوائے سلیمان علیہ السلام کے اور کسی نبی پر نہیں اتری ہے اور وہ ہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (ابن کثیر، جلد۱، ص۲۶)

نزول تسمیہ کے وقت:

حضرت جابر بن عبداللہ کی ایک روایت ہے کہ جب تسمیہ نازل ہوئی تو بادل مشرق کی جانب دوڑنے لگے۔ ہوا چلنے سے رک گئی۔ سمندر میں جوار بھاٹا اٹھا اور جانور کان لگا کر سننے لگے۔ شیطاطین ہنکائے گئے اور اللہ کریم نے اپنے جاہ وجلال کی قسم کھا کر کہا جس چیز پر بسم اللہ پڑھی جائے گی میں اس میں ضرور برکت ڈالوں گا۔

(ابن کثیر، جلد۱، ص۲۷)

نزول تسمیہ اور شیطان کا رونا:

ابلیس لعین تین مرتبہ اتنا چلا چلا کر رویا ہے کہ ایسا کبھی نہیں رویا تھا۔ پہلی بار جب اللہ عزوجل نے اُسے راندۂ درگاہ کر کے اس پر لعنت مسلط کی دوسری دفعہ ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیسری دفعہ نزول فاتحہ کے وقت اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی۔

نزول تسمیہ اور انبیاء سابقین:

حضرت سالم بن جعدان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی بار جب یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تو انہوں نے فرمایا! جب تک میری امت اسے پڑھتی رہے گی عذاب سے محفوظ رہے گی۔ پھر اسے اٹھا لیا گیا۔ پھر یہ حضرت ابراہیم (خلیل اللہ) علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ آپ نے اسے منجنیق میں پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا۔ اسے پھر اٹھا لیا گیا۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی تو فرشتے بولے اب آپ کی بادشاہی مکمل ہوگئی ہے۔ پھر اسے اٹھا لیا گیا۔ بعد ازاں اسے مجھ پر نازل کیا گیا۔ میری امت قیامت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتی ہوئی آئے گی۔ جب ان کے اعمال تولے جائیں گے تو ان کی نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اسے اپنی کتب اور خطوط میں لکھا کرو اور جب لکھو زبان سے بھی پڑھو۔

(غنیۃ الطالبین، ص۳۲۲)

بسم اللہ کی مختصر تفسیر

بسم اللہ کی (ب):

بسم اللہ کی (ب) بِـــرٌّ سے لی گئی ہے جس کا مفہوم نیکی و احسان ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا و آخر میں مؤمنوں پر احسان اور طرح طرح کے انعام و اکرام کی بارشیں نازل کرتا ہے اور اسکا سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ روزِ حشر وہ اہلِ ایمان کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے گا۔

کسی شخص کا ایک پڑوسی جو مذہباً یہودی تھا، بیمار پڑ گیا تو وہ کہتا ہے کہ میں اس کی عیادت کیلئے گیا اور اس سے کہا کہ اسلام لے آؤ۔ تو وہ بولا مجھے کیا پڑی ہے؟ میں نے کہا آگ سے بچنے کیلئے تو اس نے کہا مجھے اس کی فکر نہیں! تو میں نے کہا جنت کے حصول کیلئے تو اس نے کہا مجھے نہیں چاہئے۔ بالآخر میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا میں اللہ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اپنے مطلوب کے حصول کیلئے اسلام لے آؤ۔ تو وہ کہنے لگا اس بات کی مجھے تحریر لکھ دو۔ تو میں نے اسے یہ بات لکھ کر دے دی وہ اسلام لایا اور اسلام لاتے ہی مر گیا۔ ہم نے اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کیا۔ ایک دن میں نے اسے خواب میں بہت مسرور دیکھا اور پوچھا اے شمعون! اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے کہا ''مجھے اللہ نے بخش دیا ہے۔'' (تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۷۱۔۱۷۰)

جمیع علوم اور (ب) کی حکمت:

جمیع علوم کا ''بسم اللہ'' کی (ب) میں جمع ہونے کی حکمت یہ ہے کہ بندہ کتنے ہی

علوم میں دسترس حاصل کر لے اور کوئی سا بھی ہنر سیکھ لے مگر وہ تسبیح کے دانے کی طرح لڑی میں پرویا ہی رہے اور اسے یہ احساس ہو کہ میں اللہ کی قدرت کے دائرے سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ اسلئے کہ ہر علم کی ابتداء اور ہر ہنر کی انتہا گھوم کر اللہ سے ملاتی ہے اور یوں بھی صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم ہوتا ہی وہ ہے جو بندے کو اپنی ذات یا خدا کی ذات تک پہنچا دے۔ جو یہ شعور نہ دے سکے وہ علم تو نہیں البتہ کسی علم دین کے حقے کی ''چلم'' ہی ہو سکتا ہے۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ یہ (ب) الصاق کی ہے جس کا معنی ہے ملانے والی تو گویا ''بسم اللہ'' کی (ب) بندے کو اللہ سے ملا رہی ہے لفظاً بھی معناً بھی اور حقیقتاً بھی۔

(تفسیر روح البیان، جلد ۱، ص ۳۲)

جمیع علوم اور (ب) کی امانت:

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ''بسم اللہ'' کی (ب) علوم و معارف کا گہنا ہے تمام علوم و فنون اور راز و رموز ''بسم اللہ'' کے (ب) کے صندوق میں امانتاً بند ہیں گویا ''بسم اللہ'' کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ پہلے تھا اللہ کے کرم سے تھا اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ کے کرم سے ہوگا بلکہ کائنات کا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے کرم اور توسل سے ہے۔ اس لئے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی وجود ہی نہیں ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد ۱، ص ۳۸)

ابتداء کے لئے (ب) کا چناؤ:

اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو بعض دوسرے بندوں پر اسی لئے فضیلت دی اور اپنے کاموں کے لئے چنا کہ ان میں چند خوبیاں دوسروں سے سوا پائی جاتی تھیں یا وہ خود ان کو نوازتا ہے اس لئے ابتداء کے لئے جو اس رب کریم نے حرف (ب) کو چنا ہے تو اس

میں چند ایسی خوبیاں ہیں جو دوسروں میں نہیں۔ مثلاً (ب) میں تواضع ہے اس کے ظاہر و باطن میں عجز ہے۔ اس میں وصل کی صلاحیت ہے۔ قرب حق کی سچی طلب ہے اور طالب کو مطلوب سے ملانے کی تڑپ ہے۔ یہ صاحب قدرت ہے۔ استعانت، اضافت اور الصاق والحاق میں ماہر ہے۔ یہ حرف تام بھی ہے اور متبوع بھی ہے اور انسان کی صلاحیت نطق کا نکتۂ آغاز بھی ہے۔ ان تمام صفات عالیہ کی بدولت مشیت ایزدی نے (ب) کو تمام حروف میں سے چن کر کلام و کتاب اور خطاب کا مفتح اور مبداء بنا دیا ہے۔

بسم اللہ کا (سین):

بسم اللہ کا (سین) اللہ کے اسم (سمیع) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کی آہ و بکا، دعا اور فریاد کو عرش کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں تک ہر مقام سے سنتا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک منافق کے ساتھ مکہ سے طائف کی طرف سے نکلے۔ رستے میں ایک ویرانہ آیا۔ منافق کہنے لگا! آؤ اس میں آرام کر لیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سو گئے، تو منافق نے ان کو قتل کے ارادے سے جگایا۔ انہوں نے کہا تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا! اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت کرتے ہیں اور میں انہیں پسند نہیں کرتا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کو یوں پکارا ”یَا رَحْمٰنُ اَغِثْنِیْ“ (اے اللہ میری مدد کر) تو منافق نے ایک آواز سنی! کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ”تو ہلاک ہو جائے اسے قتل نہ کر“ اس نے ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے پھر قتل کا ارادہ کیا تو بالکل قریب سے چیخ کر کوئی کہہ رہا تھا ”اسے قتل نہ کرو“ اس نے پھر جھانکا مگر کوئی نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس نے

تیسری بار قتل کا ارادہ کیا تو نہایت قریب سے آواز آئی کہ ''اسے قتل نہ کرو۔'' اب جب وہ کچھ دیکھنے ویرانے سے باہر آیا تو اس نے ایک گھوڑے پر سوار کو باہر کھڑا پایا جس کے پاس نیزہ بھی تھا۔ گھوڑے سوار نے نیزے کے ایک ہی وار سے منافق کو قتل کر دیا اور پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کھنڈر سے آزاد کیا۔ حضرت زید کھڑے ہوئے تو گھوڑے سوار نے پوچھا کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں جبرائیل ہوں! جب تم نے دعا کی تو میں ساتویں آسمان پر تھا اللہ جل جلالہٗ نے حکم فرمایا جاؤ میرے بندے کو دیکھو! اگلے ہی لمحے میں آسمانِ دنیا پر اور تیسرے ہی لمحے میں منافق کے سر پر پہنچ گیا۔

بسم اللہ کا (میم):

بسم اللہ کے (میم کا مطلب ہے کہ عرش علیٰ سے تحت الثریٰ تک اللہ مالک ہے اوراسی کی ملکیت ہے)۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں شدید قحط پڑا تو لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبی! جب ہم لوگ نماز استسقاء کے لئے کھلی جگہ نکلے تو وہاں ایک چیونٹی اپنی دو ٹانگوں پر کھڑی تھی اور دونوں ہاتھ باندھے کہہ رہی تھی:

اَللّٰهُمَّ اَنَا خَلْقُ مِنْ خَلْقِکَ وَلَا غِنٰی لِیْ عَنْ فَضْلِکَ

اے اللہ میں بھی تیری مخلوقات میں سے ایک ہوں اور تیرے فضل سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے خوب زور کی بارش نازل کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ لوٹ آؤ تمہاری دعا دوسری مخلوق کے سبب قبول ہوگئی۔ (تفسیر کبیر، جلد۱، ص ۱۷۰)

بسم اللہ میں اسم کی اہمیت:

باللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جیسے اللہ کی ذات مؤثر ومطلوب ہے اسی طرح اس کا نام بھی مؤثر ومطلوب ہے جیسے اللہ کی ذات سے رحمت و برکت اور مدد واستعانت حاصل کی جاتی ہے اسی طرح اس کے نام میں بھی یہی اثر ہے اور پھر بندے کا پہلا رابطہ بھی تو اللہ کے نام تک ہی ہے۔

دامن تلک تو تیرے ہے کہاں دسترس مجھے
تیری گلی کی خاک ہوں تو یہی ہے بس مجھے

(تفسیر حقانی، جلد۱، ص ۷)

لفظ ''اللہ'' کی تفسیر:

لفظ اللہ یہ اس کا اسم ذاتی ہے جو اس کے جلال و جمال اور ہیئت وکمال سے بھرپور ہے جو بندے کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے۔

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا٥

کیا انسان پر ایک ایسا بھی وقت نہیں آیا کہ جب وہ کوئی قابل ذکر شئے نہیں تھا۔ (سورۃ الدھر)

اور اس کی اس حالت معدومی ومحرومی کو بیان کر کے اس کا تعلق اس کے رب سے مضبوط کرتا ہے۔ تاکہ بندہ اپنے رب کی طرف ہی متوجہ ہو۔ اسی کے سامنے جھکا رہے۔ کیونکہ جسے بھی اس کا غم مل گیا! اس کے سارے غم ڈھل گئے اور جس دل میں اللہ کا تصور داخل ہو جائے! اُسے کوئی غیر جچتا ہی نہیں، کجا یہ کہ اس کی پوجا کرے کوئی! پلک جھپکنے میں یار سے ملانے کا اتنا مختصر، آسان اور مؤثر وظیفہ کوئی ہے ہی نہیں، کہ اسم سے ابتداء کروائی اور اللہ سے بھی ملوا دیا۔ (تفسیر حقانی، جلد۲، ص ۸)

اللہ کی یاد:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنو لوگو! میں ساری عمر ''اللہ اللہ'' کرتا رہا ہوں مرتے وقت بھی اللہ کو یاد کروں گا۔

قبر میں سوال و جواب کے وقت بھی اللہ کو یاد کروں گا۔ جب قیامت میں جمع ہوں گے تو بھی ''اللہ'' کو یاد کروں گا۔ نامۂ اعمال لیتے ہوئے بھی ''اللہ'' کو یاد کروں گا۔ جنت میں داخل ہوتے ہوئے بھی ''اللہ'' کو یاد کروں گا اور جب اللہ کی زیارت کروں گا تو بھی اللہ اللہ کہوں گا۔ (تفسیر کبیر، جلد۱، ص ۱۷۰)

رحمٰن کی تفسیر:

''رحمٰن'' بروزن فعلان۔ اس کے معنی ہیں زیادہ رحم کھانے والا۔ اس میں رحیم سے زیادہ الفاظ ہیں۔ کلام عرب میں الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کوئی بندہ رحیم تو ہوسکتا ہے مگر ''رحمٰن'' نہیں ہوسکتا! کہ یہ صرف اللہ کریم کو روا ہے۔ کیونکہ اس جہان رنگ و بو میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے اور طرح طرح کی ٹولیاں رکھنے والے نیک بخت و بد بخت کافر و مشرک اور مسلمان تمام ہی انسان موجود ہیں۔ جن کے لئے ہزار ہا آفتیں منہ پھاڑے کھڑی ہیں اور لامحدود خواہشات کے کانٹے اس پر متزاد ہیں۔ اس لئے اللہ کے فوراً بعد لفظ ''رحمٰن'' لایا گیا ہے۔ جس کی پوری رحمت ہر کس و ناکس کے لئے عام بھی ہے اور تمام بھی بندوں کی لامتناہی حاجات کو لامحدود رحمت ہی پورا کرسکتی ہے جو ''رحمٰن'' کا خاصہ ہے۔ لفظ ''رحمٰن'' کا یہ اہتمام اس لئے ہے کہ بندہ کی نظر جب اپنی بے بسی و بے کسی اور مجبوری و محتاجی پر پڑے تو وہ اپنے، بیگانے، مؤمن، کافر بلکہ ہر کسی سے مہربانی و خندہ پیشانی، رحمت اور محبت و شفقت کا سلوک کر کے معاشرے کے لئے ایک مفید فرد بن جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

ان اللہ یحب المحسنین o

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اور اس کے نتیجے میں ایسی تہذیب و تادیب اور فلاح انسانیت و رفاہِ عام کیلئے ایسا نظام وجود میں آئے جس کی بنیاد ''رحمٰن'' پر ہو۔

آسائش و گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

(تفسیر حقانی، جلد۲، ص ۸)

رحیم کی تفسیر:

لفظ ''رحیم'' کی رحمت خاص ہے جو مرنے کے بعد اعمال صالحہ اور عقائد صحیحہ رکھنے والوں کو عطا ہوگی۔ اس اسم میں یومِ آخرت کی ان نوازشات کی طرف اشارہ ہے جو وہ اپنے دوستوں اور دوستوں کے دوستوں پر عطا فرمائے گا۔ گویا لفظ ''رحیم'' آئینہ جہاں آخرت اور تریاق جاں فزا ہے۔ (تفسیر حقانی، جلد۲، ص ۸)

بسم اللہ میں اسماء ثلاثہ:

چونکہ لفظ اللہ سے اس کے قہر و جلال اور ہیبت و قدرت کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس لئے اس کے فوراً بعد ''رحمٰن رحیم'' کا ذکر ہوا۔ تاکہ یہ بات چھپ نہ جائے ''رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ'' کہ میری رحمت تو ہر شئے پر غالب ہے۔ (تفسیر حقانی، جلد۲، ص ۸)

اسماء ثلاثہ کی برکت:

جو شخص اللہ اللہ کرتا رہے اللہ اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ قرآن کا پیغام ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ اللہ اہل ایمان کا دوست ہے اور ''رحمٰن'' اپنی محبت کی طرف کھینچتا ہے۔ صدائے حرم ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○

بے شک اللہ تعالیٰ ایمان لانے والے اور صالح عمل کرنے والے کو عنقریب اللہ اپنی چاہت سے نوازے گا اور ''رحیم'' اللہ کی مہربانی و لطف کا اعلان کرتا ہے۔

صدائے کعبہ ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اللہ اہل ایمان پر مہربان ہے۔
(تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۱۷۱)

اسمائے ثلاثہ کی حکمت:

دراصل قرآن کریم تین طرح کے لوگوں کی طرف مخاطب ہے۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (تو بعض ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں)۔

وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ (اور کچھ لوگ ان میں سے میانہ رو ہیں)۔

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرِ (اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں)

تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں تین اسماء اس لئے ذکر کئے تا کہ پتہ چلے کہ سابقین کیلئے اس کی ذات اللہ ہے۔ مقتصدین کیلئے وہ ''رحمٰن'' ہے اور ظالمین کیلئے وہ رحیم ہے۔ اس لئے کہ ''اللہ'' ہوتا ہی وہ ہے۔ عنایات کی موسلہ دھار بارش برساتا ہے۔ ''رحمٰن'' وہ ہے جو اپنے دوستوں کی لغزشوں سے صرف نظر کرتا رہے۔ ''رحیم'' وہ ہے جو اپنے دشمنوں، سرکشوں اور باغیوں سے بھی درگزر کرتا رہے۔ اور اللہ کی رحمت کا کمال یہ ہے! کہ وہ کہتا ہے میں تمہارے ان امور سے بھی واقف ہوں جو اگر تمہارے والدین جان لیں تو تم سے لاتعلق ہو جائیں۔ بیوی جان لے تو باغی ہو جائے۔ تمہاری لونڈی جان لے تو فرار ہو جائے اور اگر تمہارا پڑوسی جان لے تو تمہارا گھر گرا دے۔ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں اور اپنے کرم سے چھپاتا ہوں تا کہ تم مان لو کہ میں اللہ ہوں۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۱۷۱)

اسمائے ثلاثہ کا سبب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ذات باری تعالیٰ کے تین اسمائے گرامی ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ بندے کی بھی تین حالتیں ہیں۔ (عدم، حیات، موت) تین نام ذکر کر دیئے تا کہ بندہ حسب حال اسے یاد کر کے اپنے تعلق کو مضبوط و مربوط رکھے۔ کہ جب وہ نہیں تھا تو اللہ تھا۔ جب بندے کو حیات ملی تو اللہ کی رحمت عام ہوگئی۔ اور جب موت آئی تو گویا وصال یار کا وعدہ پورا ہو گیا۔ ہمہ وقت اس کی رحمت کا سایہ ہی درکار ہے۔ لہٰذا دنیا و آخرت میں نیکی و بھلائی پر آمادہ اور قبول حق کے لئے تیار رہے۔

بسم اللہ کیا ہے؟

تسمیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ محترمہ مدرسے میں داخل کرانے کیلئے لے کر گئیں تو استاد نے کہا لکھئے! ''بسم اللہ'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: بسم اللہ کیا ہے؟ جب استاد نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: کہ لفظ (ب) اللہ کا (بھا) یعنی بلندی ہے۔ (س) اس کی (سنا) یعنی نور اور روشنی ہے۔ (میم) اس کی مملکت اور بادشاہی ہے اور ''اللہ'' اس ذات کو کہتے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہ ہو اور ''رحمٰن'' دنیا و آخرت میں ہر کسی پر مہربان اور ''رحیم'' صرف آخرت میں خاص لوگوں پر رحم کرنے والا ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ا، ص ۲۶)

تسمیہ اور تخلیق کائنات:

بسم اللہ کے ''رحمٰن اور رحیم'' میں تخلیق آدم کا راز پوشیدہ ہے۔ یہ زمین و آسمان، وجود آدمیت اور کائنات کے ذرے ذرے کی پیدائش اور اسے پالنے کی ذمہ داری اپنے سر لینے کی نہ تو رب کریم کو کوئی ضرورت تھی اور نہ ہی اسے کوئی مجبور کر سکتا تھا۔ یہ تو اللہ کریم کی صفت رحمت کا منشاء تھا کہ کوئی ایسا دیار ہو جہاں کوئی گناہگار ہو، جس پر رحمت کی پھوار ہو۔
(تفسیر معارف القرآن، جلد ۱)

تسمیہ اور توحید:

مشرکین عرب لفظ ''اللہ'' سے تو واقف تھے کہ ان کے ہاں بھی یہ لفظ مستعمل تھا مگر لفظ ''رحمٰن'' سے وہ قطعی نابلد تھے۔ البتہ یہود کے لئے لفظ ''رحمٰن'' نیا نہ تھا۔ کیونکہ یہ لفظ عربی اور عبرانی میں یکساں مستعمل ہے۔ مشرکین جب زبان رسالت مآب سے لفظ ''رحمٰن'' سنتے تو وہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ ہمیں تو توحید کی دعوت دیتے اور خود اللہ کے ساتھ رحمٰن کو بھی پکارتے ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں دورانِ سجدہ اللہ تعالیٰ کو یااللہ یارحمٰن کہہ کر بار بار پکار رہے تھے: کہ ابوجہل وہاں سے گزرا۔ اس نے جب اللہ کے رحمٰن کا نام سنا تو وہ لوگوں سے کہنے لگا کہ ہمیں توحید کا درس دیتے ہیں اور خود اللہ کے ساتھ رحمٰن کو بھی پکارتے ہیں۔
(کنز الایمان)

اور یہود جب لفظ ''رحمٰن'' مسلمانوں سے سنتے تو کہتے کہ یہ لوگ رحمٰن زیادہ نہیں استعمال کرتے ان دونوں گروہوں کو یوں جواب دیا گیا۔

قُلِ الدْعُ اللّٰہَ اَوِ ادْعُوْا الرَّحْمٰنَ ط اَیَّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ط

آپ بتا دیجئے کہ تم اللہ پکارو یا رحمٰن کسی نام سے بھی پکارو یہ اللہ کے اسمائے مبارک ہیں۔ (تفسیر عثمانی، ص ۱۱۰،۱۷)

جب یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی تو معلوم ہوا کہ لفظ اللہ اور رحمٰن دونوں اللہ کو پسند ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنی تحریروں میں **بسمک اللھم** لکھنے پڑھنے سے منع فرما کر بسم اللہ الرحمٰن جاری فرمایا۔ یہاں تک کہ سورۃ نمل کی آیت:

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

میں مکمل بسم اللہ نازل ہوئی۔ ورنہ اس سے پہلے عام رواج یہی تھا کہ لوگ **بِسْمِکَ اَللّٰھُمَّ** یا پھر **بِسْمِکَ** لکھا کرتے تھے۔ (تسمیہ آیۃ رحمت، ص ۱۲،۱۱)

الغرض نام کوئی بھی ہو مقصود مطلوب تو ایک ہی ہے۔

عِبَادَتُنَا شَتّٰی وَحُسْنُکَ وَاحِدٌ

وَکُلٌّ اِلٰی ذَالِکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

ہماری عبادتیں اور الفاظ مختلف ہیں مگر تیرا حسن ایک اور ہمارا ہر بول تیرے جمال کی حمد وثناء میں ہے۔ (تفسیر عثمانی، ص ۱۱۰،۱۷)

تسمیہ اور وعدۂ الست:

انسان کو اللہ کریم نے جب بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی تو اس صلاحیت اور آزمائش وافتتاح کے لئے ایک جلسۂ عام کا اہتمام کیا۔ **اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ** کے سوال کے ذریعے بولنے کا موقع دیا۔ انسانوں نے ہم آواز اور ہم ساز ہو کر جواب میں کہا: **بَلٰی**

جواب چونکہ درست تھا لہٰذا اللہ کریم نے اس سوال و جواب کو یوم آخرت میں اللہ اور بندوں کے درمیان معاہدہ قرار دے دیا۔ پہلا لفظ جو انسان کے منہ سے نکلا جو بندوں اور رب کے درمیان معاہدہ کی عظیم دستاویز ہے وہ ب سے شروع ہوتا ہے تو اب ''بسم اللہ'' کو (ب) سے شروع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب بندہ بسم اللہ پڑھے گا تو اسے بلٰی سے شروع ہونے والا اپنا اقرار اور معاہدہ یاد رہے گا جو اس کے راہِ راست پر رہنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ (تفسیر نعیمی، جلد ۱، ص ۳۰)

تسمیہ اور دین کا خلاصہ:

تمام آسمانی کتب اور صحائف کا متن و مضامین قرآن میں اور قرآن کا خلاصہ مضمون سورۃ فاتحہ میں اور سورۃ فاتحہ کا مقصود مدعیٰ بسم اللہ میں اور بسم اللہ کا سارا عطر بسم اللہ کی ب میں بھر دیا گیا ہے۔ گویا بسم اللہ تمام انبیاء سابقین کی باتوں اور الہامی کتابوں کا نچوڑ ہے۔ دوسرے لفظوں میں بسم اللہ شجر اسلام کا بیج ہے۔ الہام، وحی، علم و حکمت، قرآن وحدیث اور فقہ وغیرہ اس کے پھل، پھول اور شاخ و برگ ہیں۔

تسمیہ کے ۱۹ حروف:

تسمیہ میں ۱۹ حروف ہیں اور جہنم میں عذاب کے فرشتے بھی ۱۹ ہیں۔ امید ہے کہ تسمیہ کے ہر حروف کے بدلے ایک ایک فرشتے کا عذاب ٹل جائے گا۔

(ثانیاً) دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازوں کیلئے اور بقیہ ۱۹ گھنٹوں کیلئے تسمیہ کے ۱۹ حرف عطا ہوئے، جو شخص تسمیہ کا ورد جاری رکھے گا۔ انشاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شمار ہوگا اور ہر وقت کے گناہ معاف ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی، جلد ۱، ص ۳۵)

بسم اللہ کی شرعی حیثیت

تسمیہ اور فقہاء اربعہ:

۱۔ اس مجموعہ کو اصطلاحاً (تسمیہ) کہتے ہیں۔

۲۔ آئمہ فقہاء میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تسمیہ کو سورۃ فاتحہ کا جز قرار دیتے ہوئے سورۂ فاتحہ کی ایک آیت شمار کرتے ہیں۔ بعض علماء تسمیہ کو ہر سورۃ کا جز قرار دیتے ہیں۔ (سوائے سورۃ برأت کے) باقی آئمہ ثلاثہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تسمیہ کو قرآن کی ایک آیت مانتے ہیں جو سورۃ نمل میں ہے۔ قرآن سے پہلے سورتوں کے شروع میں اور ہر کام کی ابتداء کرتے وقت تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے۔ صرف ذبح کرتے وقت بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(تسمیۃ القرآن، ص ۴۱)

تسمیہ اور سورۃ فاتحہ:

۳۔ تسمیہ قرآن کی مستقل آیت ہے۔ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے جیسا کہ ''الرحمٰن الرحیم'' کے تکرار سے معلوم ہوا ہے۔ اگر تسمیہ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو تسمیہ میں الرحمٰن الرحیم آ جانے کے بعد (رب العالمین) کے بعد کبھی الرحمٰن الرحیم کا تکرار نہ ہوتا۔ کیونکہ دو ہم جنس چیزوں کا ایک موقع پر دو بار ذکر ہونا خلافِ قاعدہ ہے اور یہ اللہ کی شان کے خلاف ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ تسمیہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں۔

(تفسیر روح البیان، جلد ۱، ص ۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہری نمازوں میں قرأت بالجہر کا آغاز ''الحمد'' سے کیا کرتے تھے اور تسمیہ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ اگر تسمیہ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو ضرور بلند آواز سے پڑھی جاتی، لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز میں تسمیہ کا پڑھا جانا تلاوت قرآن کے آغاز وافتتاح کے لئے ہے۔ (مسلم بحوالہ تسمیۃ القرآن، ص۴۲،۴۳)

درسِ فقہ

ہر اتوار بعد نمازِ ظہر

مدرس

محمد اویس معصومی

درس کے بعد سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں

بمقام

جامع مسجد مؤمن

بریگیڈ پولیس لین، کراچی۔

0300-7255711 ۔ 0345-2255080

بسم اللہ کی برکتیں

بسم اللہ اور اللہ کی دوستی:

منقول ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ رات بھر اللہ کی بندگی میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ بعد نماز فجر محو استراحت وآرام ہوا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے گھر میں چور داخل ہو گیا اور ان کے کپڑے چرا کر جانے لگا۔ مگر اسے دروازہ دکھائی نہ دیا۔ اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ دکھائی دینے لگا۔ ایسا تین مرتبہ ہوا۔ پھر اچانک گھر کے ایک کونے سے آواز آئی: بدمعاش! کپڑے رکھ اور بھاگ جا دوست سو رہا ہے مگر مالک و بادشاہ تو جاگ رہا ہے۔ (تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۶۸)

بسم اللہ اسم اعظم ہے اللہ کا ذکر ہے اور فکر بھی اور تسمیہ کو پڑھنے والا ذاکر ہے اور ذاکر اللہ کا دوست ہے۔ اور جو اللہ کا دوست ہو جائے تو اگر وہ سو رہا ہو تو سمجھو جاگ رہا ہے کہ اس کی دوستی اس سے ہے جسے کبھی نیند ہی نہیں آتی ہے۔

اِتَّقُوْا بِفَرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ (حدیث)

مؤمن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

بسم اللہ قربِ الٰہی کا بہانہ:

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی دے کر بھیجا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ لکھوالاؤ۔ وہ نقاش کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو۔ اس نے لکھ دیا جب آپ انگوٹھی لے کر بارگاہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو انگوٹھی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا! ابوبکر یہ زائد کیوں لکھوایا ہے۔ عرض کیا میرا دل نہیں مانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اللہ کے نام سے جدا کروں اور شرمندہ ہوتے ہوئے عرض کیا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام میں نے لکھا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اللہ کے نام سے جدا کرنے پر راضی نہ ہوئے تو اللہ ان کے نام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جدا کرنے میں راضی نہ ہوا۔

(تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۴۹)

☆ بسم اللہ، اللہ کا ذکر ہے تم اللہ کے ذکر سے چمٹے رہو تو اللہ تمہیں کبھی اپنی رحمتوں سے جدا نہیں کرے گا۔ آزما کر دیکھ لو۔

بسم اللہ اور شیطان سے حفاظت:

سیدنا عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس ہم بستری کے لئے جائے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے اگر اس سے اولاد ہوئی تو شیطان اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (دعا)

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

اللہ کے نام سے، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور ہماری اولاد کو

(بخاری، کتاب الوضو، باب تسمیہ علیہ کل حال وعند الوقاع)

نیک وصالح اولاد کی تمنا کسے نہیں ہوتی اگر ہم اپنی خواہش کے پورا ہونے کے لئے

اس عمل کو اپنالیں تو کسی باپ کو اپنے بیٹے اور کسی ماں کو اپنی بیٹی سے کبھی کوئی شکایت نہ ہوگی۔

بسم اللہ اور شفاء:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی شفاء یابی کے لئے کلمہ کی انگلی مبارک زمین پر رکھتے پھر اسے اٹھا کر یہ دعا پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفِىْ بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا

اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کے لعاب دہن سے ہمارے رب کے حکم سے ہمارا مریض شفایاب ہو جائے۔

(بحاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے پتہ چلتا ہے کہ مٹی اور مؤمن کے لعاب دہن میں اللہ نے شفاء کی کوئی تاثیر رکھی ہے۔

بسم اللہ اور مریض:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔

اللہ کے نام سے میں تمہارے لئے شفا طلب کرتا ہوں تمہیں تکلیف

دینے والی ہر شئے سے ہر نفس اور حاسد کی نظر بد کے شر سے۔ اللہ تمہیں
شفا دے میں اللہ کے نام سے تمہارے لئے شفاء کا طلب گار ہوں۔
(مسلم، کتاب السلام، باب الطب)

☆ اگر ہم یقین کامل کے ساتھ ان دعاؤں سے اپنا علاج شروع کر دیں تو (ڈاکٹر) چنے بھونیں اور ہماری صحت بھی بحال اور معیشت بھی۔

بسم اللہ اور زہر کا پیالہ:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لئے ایک شخص زہر کا پیالہ لایا اور کہا کہ اگر آپ اس زہر کو اپنے پیٹ میں اتار کر بھی زندہ رہے تو ہم یقین کر لیں گے کہ دین اسلام سچا ہے۔ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر وہ زہر پی لیا اور اللہ کے فضل و کرم سے آپ زندہ رہے یہ دیکھ کر وہ شخص اسلام لے آیا۔ (تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۷۲)

موسیٰ علیہ السلام پیٹ کے درد میں مبتلا ہوئے تو اللہ کریم سے شکایت کی۔ اللہ کریم نے انہیں ایک جڑی بوٹی بتائی جو موسیٰ علیہ السلام نے کھائی تو اللہ کریم کے حکم سے آرام آ گیا۔ پھر آخری عمر میں دوبارہ درد چھڑی تو موسیٰ علیہ السلام نے وہی بوٹی کھائی مگر درد شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے اللہ کریم سے عرض کی اے رب! پہلے یہی بوٹی کھائی تو آرام پایا اب کھائی تو مرض بڑھ گیا۔ اللہ کریم نے فرمایا پہلے میری مرضی سے کھایا تو آرام پایا اب تم نے اپنی مرضی سے کھایا تو مرض بڑھ گیا۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا ساری زہر ہے اور میرا نام اس کا تریاق ہے۔ (تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۶۷)

بسم اللہ اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے جسم میں کسی جگہ درد ہونے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کے مقام پر رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

میں اللہ کی عزت وقدرت کے صدقے اس کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بیماری کے شر سے جو مجھے اس وقت لاحق ہے اور جس کا آئندہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ (مسلم، کتاب السلام، باب الحباب)

☆ آج بھی درد کا اس سے بہتر علاج کوئی نہیں۔

بسم اللہ اور جنت کی نہریں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی سیر کے دوران چار نہریں ملاحظہ فرمائیں۔ پانی کی، دودھ کی، شراب اور شہد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آ رہی ہیں انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک دوسرا فرشتہ بولا میں ان چاروں کا سرچشمہ دکھاتا ہوں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مقام پر لایا جہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر تالا لٹک رہا تھا اور چاروں نہریں اس کے نیچے سے بہہ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو تو فرشتے نے عرض کیا اس کی چابی تو آپ کے پاس ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تالے کو

چھوا تو دروازہ کھل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے اور بسم اللہ کے (میم) سے پانی، اللہ کے (ہ) سے دودھ، رحمٰن کی (میم) سے شراب اور رحیم کی (میم) سے شہد جاری تھا۔ اندر سے آواز آئی اے محبوب علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو امتی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا ان چاروں کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر نعیمی، ج۱، ص۳۵)

☆ ان انعامات ربانی کے مستحق آپ بھی ہوسکتے ہیں۔

بسم اللہ اور قیصر روم:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلطنت روم کے بادشاہ نے خط لکھا کہ میرے سر میں اکثر شدید درد رہتا ہے کوئی علاج تجویز فرمائیے۔ آپ نے اسے ایک ٹوپی ارسال کی جب تک بادشاہ ٹوپی اوڑھے رہتا تو درد میں افاقہ رہتا اور ٹوپی اتارتے ہی درد شروع ہو جاتا۔ وہ نہایت متعجب ہوا اور جب اس کا تجسس حد سے بڑھا تو اس سے رہا نہ گیا اور اس نے ٹوپی کو کھلوایا تو اس میں سے ایک رقعہ نکلا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۱۷۱)

☆ آج بھی بسم اللہ کی یہ تاثیر ظاہر ہوسکتی ہے مگر اخلاص شرط ہے اور اگر ہم بسم اللہ کو اپنانے میں کامیاب ہو گئے تو یقین مانئے ساری سر دردی ختم ہو جائے گی۔

بسم اللہ اور جنت کا جواب:

جب بھی کوئی صاحب ایمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو جنت اسے جواب دیتی ہے کہ لبیک وسعدیک یعنی تجھ جیسے خوش نصیب کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اور جس

کے لئے خود جنت دامن پسارے منتظر ہو اس کا جنتی ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص۳۲۴)

☆ جنت کی آرزو تو ہر مؤمن کو ہے۔

بسم اللہ اور اللہ کی حیاء:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ عذاب کے فرشتے قبر میں ایک میت کو عذاب دے رہے ہیں۔ جب آپ اپنے کسی کام سے فارغ ہو کر واپس اسی قبر کے پاس سے گزرے تو قبر میں رحمت کے فرشتے نور کی طشتری لئے ہوئے نظر آئے۔ انہیں سخت تعجب ہوا چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی کہ وہ اس راز کا انکشاف فرمائے تو اللہ نے وحی نازل کی۔ اے عیسیٰ! یہ شخص نہایت گنہگار اور میرے عذاب میں گرفتار تھا۔ مرتے وقت یہ اپنی حاملہ بیوی چھوڑ کر آیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا پیدا ہوا۔ اب وہ بڑا ہو گیا ہے اور آج اس کی والدہ نے جب اسے مدرسے میں داخل کروایا تو اس نے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سکھایا ہے۔ اب مجھے اس بات پر حیاء آتی ہے کہ میں اپنے اس بندے کو زمین کے پیٹ میں عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام لیتا ہو۔

(تفسیر کبیر، جلد ا، ص۱۷۲)

☆ اللہ کو تو ہماری اولاد کے معمولی عمل سے بھی حیاء آجاتی ہے کہ وہ اپنے بندے کو عذاب دے مگر تعجب ہے کہ حضرت انسان کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے بالکل بھی شرم نہیں آتی!!

بسم اللہ اور مشکوک گوشت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بعض لوگ (جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں) ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھالو۔

(بخاری، کتاب الذبائح، باب ذبیحۃ الاعراب)

☆ آج کل اکثر قصابوں پر شک رہتا ہے کہ نہ جانے انہوں نے گائے بکری یا مرغی ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی یا نہیں تو خود بسم اللہ پڑھ کر کھانے سے شک کی وجہ سے حرام ہونے والا گوشت حلال ہو جائے گا۔ بالخصوص بازاری گوشت پر ضرور بسم اللہ پڑھ لینی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

جس شئے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو نہ کھاؤ۔ (سورۃ انعام:۱۲۱)

بسم اللہ اور گھر کا دروازہ:

روایت ہے کہ فرعون نے دعویٰ خدائی سے پہلے ایک عظیم الشان محل تعمیر کروایا اور اس کے دروازے کے باہر بسم اللہ الرحمٰن الرحمٰن لکھوا دیا۔ جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو انہوں نے فرعون کے حق میں بددعا کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کریم سے عرض کیا یا الٰہی کتنی دعائیں میں نے مانگی مگر کوئی

قبولیت نہیں ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا اے موسیٰ! تم شاید اس کی ہلاکت چاہتے ہو۔ کیونکہ تم اس کا کفر دیکھتے ہو اور میں وہ دیکھتا ہوں جو اس کے دروازے پر لکھا ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (تفسیر کبیر، جلد۱، ص ۱۶۸)

☆ اگر کافر کے دروازوں پر بسم اللہ کی نگہبان اور اس پر مہربان ہو سکتی ہے تو اگر مؤمن اپنے گھر کے دروازوں پر بسم اللہ تحریر کروائیں تو کیا اجر ہوگا۔

بسم اللہ اور حفاظت مال:

ایک بادشاہ کے غلاموں نے کچھ گھوڑے، خچر اور گدھے خریدے اور ان پر بادشاہ کا نام لکھ دیا تا کہ دشمنوں اور چوروں سے محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہلِ ایمان سے کہ تمہارے دشمن تو شیطان ہیں جب کوئی کام شروع کرو تو اس پر میرا نام لو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو تو دشمن کبھی تمہارا مال نہ چرا سکے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد۱، ص ۱۶۸)

اگر کسی ملک کے بادشاہ کے نام کی اتنی دہشت ہے تو اس مالک الملک کے نام میں کیا اتنا بھی اثر نہیں کہ ہمارے مال کی حفاظت کر سکے۔ جی ہاں!

☆ اس کے پاک نام میں تو اثر ہے مگر ہماری زبان میں تاثیر نہیں۔ ہمارے ایمان یقین سے خالی ہیں و گرنہ آج بھی۔

”جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں“

بسم اللہ اور شیطان کا ٹھکانہ:

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے اللہ کو یاد کرلے تو شیطان (اپنے چیلوں) سے کہتا ہے اب تمہارے لئے نہ کھانا رہا نہ ٹھکانہ۔ اور اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد نہ کرے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ اب تمہیں رہنے کو ٹھکانہ مل گیا۔ (ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب تسمیہ علی الطعام)

☆ آج ہر گھر کا امن وسکون تباہ ہو چکا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے گھروں میں بڑے بڑے شیطان پال رکھے ہیں اللہ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور بسم اللہ کے صدقے شیطان کو بے گھر کردے۔

بسم اللہ اور دعا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس دعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے وہ رد نہیں ہوتی۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۲۴)

☆ بسم اللہ کو اپنی دعا کا حصہ بنا لیجئے۔

بسم اللہ اور بادشاہی:

سلیمان علیہ السلام نے دنیا وآخرت کی بادشاہی۔

اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

کے قول سے پائی ہے۔ امید ہے کہ جو آدمی پڑھے گا وہ ضرور دین ودنیا اور آخرت کی کامیابی

پائے گا۔بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا مُرْسٰھَا آدھا کلمہ پڑھ کر نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات مل گئی۔جو پورے کلمہ کا وظیفہ ساری زندگی کیلئے بنالے تو وہ کیونکر نجات سے محروم ہوگا۔

(تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۶۹)

☆ آج ہر شخص ''تاج محل'' تعمیر کرنے کی خواہش پالے ہوئے ہے ہر دوسرا آدمی ''بادشاہ'' بننے کے خواب ذہنوں میں سجائے ہوئے ہے ان خواہشات کی تکمیل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی ممکن ہے جبکہ وہ اسے اپنالے۔

آج کوئی دن ہمارا خالی نہیں جاتا جس میں کوئی حادثہ نہ ہوتا ہو، اگر طوفانِ نوح سے کشتی نکل سکتی ہے بسم اللہ کی برکت سے تو ہم بھی آئے روز کے حادثات سے محفوظ رہ سکتے ہیں جب کہ بسم اللہ کو حرزِ جاں بنالیں۔

بسم اللہ کا ادب:

نبی علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے زمین پر سے کوئی ایسا کاغذ اٹھایا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہو عزت واحترام اور ادب کی خاطر! تو اللہ کے یہاں وصدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے عذاب میں بھی تخفیف فرمائے گا۔اگرچہ وہ مشرک ہی ہوں۔بشر حافی کا قصہ تو آپ نے پڑھا یا سنا ہی ہوگا جسے بسم اللہ کے ادب کے بدلے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔(تفسیر کبیر، جلد ا، ص ۱۷۱)

☆ ادب ہی دین و دنیا کی کامیابی کا پہلا زینہ ہے ادب سے بسم اللہ کہئے اور اللہ سے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھائیے۔

بسم اللہ اور سونے کی تیاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی تاریکی چھا جائے یا تم شام کا اندھیرا پھیلتے دیکھو تو اپنے بچوں کو گھر سے نہ نکلنے دو اسلئے کہ اس وقت شیطان زمین پر پھیل رہے ہوتے ہیں پھر جب گھنٹہ بھر رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کرلو کیونکہ شیطان اس طرح سے بند کئے گئے دروازے نہیں کھولتا اور بسم اللہ کہہ کر اپنے مشکیزوں کے منہ باندھ لو اور بسم اللہ کہہ کر اپنے برتن ڈھانک لو اور اگر برتن ڈھانکنے کو کچھ نہ ملے تو ان پر کوئی چیز آڑی ترچھی ہی رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بسم اللہ کہہ کر بجھا دو۔ (مسلم، کتاب الاشربہ، باب **الامر بتغطیة الاناء**)

☆ اگر ہم مندرجہ بالا حدیث پر عمل کریں تو انشاء اللہ ہمارے بچے اغواء ہونے سے اور ہمارے گھر چوری اور ڈاکے سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور ہمارے برتن زہریلے کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کے جھوٹا کرنے سے بچ سکتے ہیں۔

بسم اللہ اور بستر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی سونے کے لئے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کے پلو سے جھاڑ دے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اس لئے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اس کے بچھونے پر کون سی چیز آئی۔ (مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب **الدعاء عند النوم**)

☆ آج کل، رات میں ڈرتے رہنے اور بے خوابی کی بہت شکایت ہے۔ اس عمل سے ہم پرسکون نیند کے مزے لے سکتے ہیں۔

بسم اللہ اور شیطان کی ذلت:

حضرت خالد الحذّ ا سے مروی ہے کہ (اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں گدھے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک گدھے نے ٹھوکر کھائی تو میں نے کہا شیطان کا بیڑا غرق ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کہو کہ شیطان کا بیڑا غرق ہو اس سے تو شیطان تکبر سے پھول جائے گا اور کہے گا کہ دیکھا! میں نے اس کو اپنی قوت سے گرایا اور جب تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو گے تو وہ اپنے آپ کو اتنا ذلیل و کمتر سمجھے گا کہ سکڑ کر مکھی سے بھی زیادہ پست و ذلیل ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۷)

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب **لا یقال خبث لنفس**)

☆ اللہ نے تو واضح کر دیا ہے کہ (**انہ لکم عدو مبین**) وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پست ذلیل کرنے کا نسخہ بتا دیا ہے۔ اب جس کا دل چاہے وہ ترک بسم اللہ سے اس کو موٹا تازہ کر کے خود پر مسلط کر لے اور جس کا جی چاہے بسم اللہ پڑھ کر اسے پچھاڑ دے۔

بسم اللہ اور وضو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اس نے اپنے سارے جسم کو پاک کر لیا اور جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہ پڑھا تو اس کے صرف وضو کے اعضاء ہی پاک ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، باب سنن الوضوء)

☆ عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

بسم اللہ اور کھانا:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے دو ہی لقموں میں سارا کھانا ختم کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا تو ہم سب کے لئے یہی کھانا کافی ہو جاتا۔ تم میں سے جب بھی کوئی شخص کچھ کھائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرے اگر بھول جائے تو بسم اللہ الرحمٰن فی اولہ وآخرہ پڑھ لیا کرے۔

(ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، باب التسمیہ عند الطعام)

☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانے سے بدہضمی و بسیار خوری سے بچا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ اور حفاظت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھ لے تو اُسے اللہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی، تیری کفایت کی گئی، تیری حفاظت کی گئی اور شیطان کو اس سے دور کر دیا جاتا ہے تو دوسرا شیطان اس دور کئے گئے شیطان سے کہتا ہے کہ تیرا کیا حال کر دیا ہے اس آدمی نے جسے اللہ کی طرف سے ہدایت ہوئی۔ کفایت ہوئی اور اس کی حفاظت ہوئی۔ کلمات یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الرَّجُلُ اِذَا خَرَجَ مِنۡ بَیۡتِہٖ ط

اللہ کے نام سے۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ نیکی کی طاقت اور برائی
سے بچنے کی ہمت اللہ کی توفیق سے ہوتی ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما یقول الرجل اذا خرج من بیتہٖ)

☆ آج ہر شخص کے اہل خانہ اس کے گھر سے نکلنے کے بعد اس کی واپسی تک نہایت اذیت میں مبتلا اس کی واپسی کی راہ تکتے رہتے ہیں اور ایک بے سکونی کی کیفیت چھائی رہتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہر شخص یہ دعا سیکھ کر اپنی حفاظت کی ذمہ داری اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر کے پرسکون ہو جائے۔

بسم اللہ اور بخشش:

میت کی پیشانی پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یا سینے پر کلمہ طیبہ غسل کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے شہادت کی انگلی سے لکھ دیا جائے (بغیر سیاہی کے) تو میت کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار، جلد ا، ص ۶۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب استاد بچے سے کہتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو! تو استاد بچے اور اس کے والدین کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

☆ مایوس و مرحوم گنہگاروں کے لئے عنایات و انعامات اور بخشش کی آخری امید بھی ''بسم اللہ'' ہی ہے۔

آخری نظر

تسمیہ عہد الست کی تجدید کی ایسی دستاویز ہے، جو بندے کو بار بار یاد دلاتی ہے کہ اس کا وجود اللہ تعالیٰ کا مرہونِ منت ہے اور اس کا ہر عمل اللہ کی مشیت و ارادے کا پابند ہے۔ تسمیہ، بجھے دلوں کو ان اللہ معنا کا احساسِ جاں فزا دے کر جینے کی اُمنگ پیدا کرتی اور زندگی کی اُداس شاموں اور اُجڑی سحر میں قوس وقزح کے رنگ بھرتی ہے۔ اللہ سے نسبت کا تازہ خیال دے کر وحشت عالم سے بچاتی ہے۔ کیونکہ تسمیہ آئینہ رحمت بھی ہے اور شفقت بھی۔ تسمیہ خلوت و جلوت بھی ہے اور چاشنی و لذت بھی۔ تسمیہ صدائے حرم بھی ہے اور فکر حرم بھی۔ تسمیہ اللہ کا رحم و کرم بھی ہے اور بندے کا دھرم و بھرم بھی۔ تسمیہ اللہ کی ذات و نام بھی ہے اس کا کلمہ و کلام بھی۔ تسمیہ ساقی کا نغمہ و نظام بھی ہے اور کائنات کا آغاز و انجام بھی۔ تسمیہ مؤمن کی آواز بھی ہے اور اس کی پرواز بھی۔ تسمیہ اللہ کی اذان بھی ہے اور مؤمن کی نماز بھی۔ تسمیہ زندگی کا راز بھی ہے اور بندگی کا ناز بھی۔ تسمیہ نفس کا محاسبہ و مجاہدہ اور آثارِ الٰہی کا مشاہدہ بھی ہے۔

الغرض تسمیہ ہمارا تخت و تاج ہے۔ اسی میں پوشیدہ ہمارا کل اور آج ہے اور ہر صاحب ایمان تسمیہ کا محتاج بھی ہے۔ اس لئے۔ ؎

گر تو چاہے امن امان تسمیہ کو بنا لے حرزِ جان

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599
E-mail : talashehaq@yahoo.com